The University of Osaka
Institutional Knowledge Archive

Title	جا پانطل با کو اردو کا کلاس بکی ادب سکھانک▯ ل ی▯ دو م ضام ین : م یر اور غالب
Author(s)	Tahir, Marghoob Hussain
Citation	外国語教育のフロンティア. 2021, 4, p. 197-208
Version Type	VoR
URL	https://doi.org/10.18910/79371
rights	
Note	

The University of Osaka Institutional Knowledge Archive : OUKA

https://ir.library.osaka-u.ac.jp/

The University of Osaka

جاپانی طلبا کو اردو کا کلاسیکی ادب سکھانے کے لیے دو مضامین : میر اور غالب

日本人学生を対象としたウルドゥー古典文学教材について

TAHIR, Marghoob Hussain

要約

言語の学習は、文法の理解とともに、その言語圏での文化を教養として理解しておくことが必要であることは言を俟たない。ウルドゥー語文化圏では、日常の会話においても文学に関する話題が出ることが多く、古典詩は会話中や新聞、テレビ番組などで引用されることが多く、その教養は不可欠なものとなっている。

本稿は、ウルドゥー語を学習する日本人学生を対象とした教材のうち、ウルドゥー古典文学を代表する詩人ミール・タキー・ミール (Mīr Taqī Mīr, 1723-1810) とミルザー・アサドゥッラー・ハーン・ガーリブ (Mirzā Asad Allāh Khān Ghālib, 1779-1869) に関する紹介文である。

ミールとガーリブはウルドゥー古典詩、特に恋愛抒情詩ガザル (ghazal) において知られる詩人であり、ミールはウルドゥー文学史上、「デリー詩派第1期」「デリー詩派の黄金期」、もしくは「ミールとサウダー (Mirzā Muḥammad Rafī‘ Sawdā, 1718-81) の時代」と呼ばれる時代を担った詩人として知られ、ガーリブは「デリー詩派第2期」すなわちムガル朝末期のウルドゥー古典詩最後の大詩人とされる。

ミールの詩には狂おしいほどの恋情や悲嘆がリズミカルに描かれているが、そこにはスーフィズムの影響からの無常観もみられる。ここでは、これらの特徴を含む詩句を紹介している。

ガーリブはウルドゥー語の詩作だけでなく、ペルシア詩や、その散文でも知られている。ガーリブは1857年のインド大反乱時もデリーを離れることなく、デリーを離れた多くの弟子や知人らに大量のウルドゥー語書簡を送ったが、この散文が当時のイギリス人の目に留まり、その内容の面白さから「ガーリブの書簡」として知られ、イギリス人のウルドゥー語散文教科書となった。ガーリブの書簡は近代散文の一例として今日のパキスタンでのウルドゥー語教科書にも用いられている。かくして、ミールとガーリブの存在はウルドゥー語話者にとっては、「常識」となっている。

ここでは、各詩人の生涯の概要と作品の特徴を、文法的に理解しやすい詩句を例示しつつ解説している。分量はそれぞれ1回の授業で読む程度のものとし、語彙や文体も中級の学生が理解できるよう簡明なものとなるように心がけた。

これにより、中級レベルのウルドゥー語運用能力によって、ウルドゥー文学の基本的知識と教養である古典詩人2名について理解できることを目指す。

Keywords: Urdu Education, Classic Urdu Literature

اردو کے دو کلاسیکی شاعر

میر تقی میر

میر اردو کے بہت عظیم شاعر ہیں۔ان کو خدائے سخن "یعنی شاعری کا خدا" بھی کہتے ہیں۔ میر 1755ء کو آگرے میں پیدا ہوئے۔آگرہ وہی شہر ہے جہاں تاج محل ہے۔ میر جب چھوٹے تھے تو آگرے میں رہے اس کے بعد وہ دلی آ گئے۔ میر کے والد کا نام علی متقی تھا میر کے والد ایک صوفی تھے ان کو دنیا کے کاموں سے دلچسپی تھی۔ میر پر والد کا بہت اثر ہوا۔ میر کے والد کے ایک دوست تھے ان کا نام امان اللہ تھا۔ وہ میر کے استاد تھے انہوں نے میر کی تربیت کی۔ لیکن میر 10 سال کے تھے تو امان اللہ کا انتقال ہوگیا۔ ایک سال کے بعد والد کا بھی انتقال ہوگیا۔ میر کو بہت افسوس ہوا اور میر اکیلے رہ گئے۔

میر کے زمانے میں دلی کی حالت بہت خراب تھی دلی پر کئی مرتبہ حملے ہوئے۔ بہت سے لوگ قتل ہوئے دلی کی معاشی حالت بھی خراب ہو گئی۔ لوگ بہت غریب ہوگئے، میر کئی امیر لوگوں کے پاس رہے جو ان کی مدد کرتے تھے۔ جب میر بوڑھے تھے تو دلی سے لکھنؤ چلے گئے وہ دلی کو بہت یاد کرتے تھے لکھنؤ میں 1018 میں میر کا انتقال ہوا۔

میر کی ساری زندگی بہت تکلیف میں گزری مستقل آمدنی نہ ہونے کی وجہ وہ ہمیشہ پریشان رہے۔دلی کے تباہ ہونے اور دلی کے لوگوں کے مرنے کا بھی میر کو بہت غم تھا۔ میر نے ایک لڑکی سے عشق بھی کیا تھا لیکن یہ عشق ایک ناکام عشق تھا۔ اس کا بھی میر کو ساری زندگی افسوس رہا۔

میر کی شاعری میں ہم کو یہ سارے غم نظر آتے ہیں۔ عشق میں ناکامی کی وجہ سے میر کا دل غمزدہ ہے اورحملوں کی وجہ سے دلی برباد ہے اس لیے میر کو اپنا دل اور دلی ایک جیسے لگتے ہیں وہ ایسے دل کی حالت کو بھی بیان کرتے ہیں اوردلی کی تباہی کی تصویریں بھی غزل میں دکھاتے ہیں اسی وجہ سے میرکی شاعری میں غم بہت زیادہ ہیں۔ ان کی غزلوں میں رونے کا ذکر بھی بہت ہے ان کے آنسو ہر غزل میں نظر آتے ہیں لیکن یہ شاعری انسان کو مشکل حالات میں حوصلے کے ساتھ زندگی گزارنے کا سبق دیتی ہے۔ میر کے زمانے میں بہت لوگ قتل ہوئے اس لیے میر کی شاعری میں موت کا ذکر بھی ہے مگرمیر موت کوخوف زدہ کرنے اورڈرنے والی چیزنہیں سمجھتے ان کی ایسی شاعری انسان کے اندرہمت پیداکرتی ہے۔

میر کی شاعری کا سب سے بڑا موضوع عشق اورمحبت ہے، عشق کی ہرکیفیت میر کی شاعری میں موجود ہے۔عشق میں ایک عاشق کے ہر جذبے کو میر نے اپنی غزل میں پیش کیا ہے۔ عشق میں ناکام ہو کر عاشق کے دل کی جو حالت ہوتی ہے اور وہ جس طرح زندگی گزارتا ہے اس کا بیان میر کی شاعری میں عام ہے۔ محبوب سے جدائی کے غم اورتنہائی کے دکھ کو میر نے اس طرح اپنی غزل میں پیش کیا ہے کہ ان اشعار کو پڑھ کر انسان کے دل پربہت اثرہوتا ہے۔ لیکن میر کی شاعری میں عشق صرف ایک مرد اورعورت کے درمیان محبت کا نام نہیں ہے بلکہ عشق اس کائنات کا سب سے اہم اورعظیم جذبہ ہے۔

عشق ایک ایسی قوت اورطاقت ہے جو ناممکن کو ممکن بناتی ہے جس طرح انسان کے بدن میں خون گردش کرتا ہے اسی طرح کائنات میں عشق گردش کرتا ہے میر کی شاعری میں عشق کا یہ تصور تصوف سے آیا ہے۔

میر کی شاعری کا ایک اور اہم موضوع انسان کی عظمت ہے، اپنی شاعری میں مختلف طریقوں اورکئی انداز سے میر نے انسان کی شان اوراہمیت بیان کی ہے۔ میر کے نزدیک انسان کا سب سے اعلیٰ روپ عاشق کا ہے،

عاشق انسانیت کی بلندی پر ہوتا ہے۔اخلاق کی تمام اعلیٰ صفات اورخوبیاں عاشق کی ذات میں جمع ہوجاتی ہیں۔

میرؔکی شاعری کی زبان عام طور پر بہت سادہ ہے، وہ عام بول چال کے الفاظ استعمال کرتے ہیں ان کے شعردیکھنے میں اتنےآسان ہیں کہ ایسا لگتا ہے ہر کوئی ایسے شعر کہہ سکتا ہے لیکن یہ زبان کا ایسا جادو ہے کہ کسی دوسرے شاعرکے لیے اس کی نقل کرنا ممکن نہیں ہے۔ میر کی اکثرغزلوں میں ایک خاص طرح کا ترنم بھی موجود ہے جوبہت دلکش ہے۔ بہت سے شاعروں نے میر کے انداز میں غزل لکھنے کی کوشش کی لیکن کوئی کامیاب نہیں ہوسکا۔

میر نے بہت سی نظمیں بھی لکھی ہیں، ان میں سے کئی نظمیں بہت طویل ہیں میر کی مثنویاں بھی اعلیٰ درجے کی ہیں ایک مثنوی میں انہوں نےاپنے عشق کا قصہ اوراس کی تفصیل بیان کی ہے لیکن میر کی غزلیں بے مثال ہیں جن کی وجہ سے آج تک سب لوگ میرؔکی عظمت کو مانتے ہیں اور انہیں ''شہنشاہ سخن''کہتے ہیں۔

میر نے نثرمیں ایک آپ بیتی بھی لکھی ہے اس کا نام''ذکر میر''ہے اس میں انہوں نے اپنی زندگی اوراپنے زمانے کے اہم واقعات لکھے ہیں یہ بہت دلچسپ اوراہم ہے۔

میر کے چند شعر

دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے
یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

میں وہ رونے والا جہاں سے چلا ہوں
جسے ابر ہر سال روتا رہے گا

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے

ایک سب آگ ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں

لیتے ہی نام اس کا سوتے سے چونک اٹھے ہو

ہے خبر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا

بارے دنیا میں رہو غمزدہ یا شاد رہو

ایسا کچھ کر کے چلو یہاں کہ بہت یاد رہو

اشک آنکھوں میں کب نہیں آتا

لہو آتا ہے تب نہیں آتا

پتہ پتہ بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے

جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

مزید مطالعے کے لیے کتابیں

کلیات میر، قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو اسلام آباد 2003ء

محمد تقی میر، ڈاکٹر جمیل جالبی ،ایجوکیشن پبلک ہاؤس کراچی 1983ء

میر تقی میر، ڈاکٹر عبادت بریلوی، ادارہ ادب و تنقید لاہور 1980ء

مختصر تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند، مدیر عمومی خواجہ محمد زکریا، پنجاب یونیورسٹی لاہور 2016

مرزا اسد اللہ غالب

غالب اردو اور فارسی زبان کے بہت بڑے شاعر ہیں۔وہ ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں میں ابھی تک مقبول ہیں۔غالب کی زندگی پر کئی ڈرامے اور فلمیں بھی بنی ہیں۔

غالب 1977 کوآگرہ میں پیدا ہوئے۔غالب کے تایابہت امیرتھے غالب نے بچپن ان کے گھر میں ہی گزارا۔اس زمانے میں چھوٹی عمر میں شادی کرنے کا رواج تھا اس لیے تیرہ سال کی عمر میں ان کی شادی ہو گئی۔ ان کی بیگم کا خاندان دلی میں رہتا تھاغالب بھی آگرہ چھوڑ کر دلی آگئے اور پھر ساری زندگی دلی میں رہے۔

غالب نے بہت مشکل زندگی گزاری وہ آخری مغل بادشاہ"بہادر شاہ ظفر"کے استاد تھے لیکن غالب کی مالی حالت زیادہ اچھی نہیں تھی۔ غالب نے بہت سے غمزدہ کرنے والے واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس وقت ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی۔1852میں انگریزوں کے خلاف بغاوت ہوئی۔بہت سے لوگ قتل ہوئے اس کے بعد دلی میں کئی مسلمانوں کوپھانسی دی گئی۔غالب اس وقت دلی میں ہی تھے حالات خطرناک تھے وہ گھر سے باہر نہیں جاسکتے تھے غالب کو گھر میں ہی رہنا پڑا۔ان واقعات اور تنہائی نے غالب پر بہت اثرکیا۔

اس زمانے کے حالات غالب نے اپنے دوستوں کو خطوط میں لکھے ہیں۔غالب کے خط بہت دلچسپ بھی ہیں۔ ان خطوط کا انداز ایسا ہے جیسے دوست آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ یہ خط بعد میں شائع ہوئے تو ان کو لوگوں نے بہت پسند کیا۔ اس وقت اردونثرکی زبان بہت مشکل اور مصنوعی تھی لیکن ان کے خطوط کی زبان آسان،سادہ اور دلچسپ تھی اس لیے بہت مقبول ہوئے۔ غالب کے خطوط اردو نثر کی تاریخ میں بہت اہم ہیں لیکن ان کی شہرت اورعظمت کی اصل وجہ ان کی شاعری ہے۔

غالب کی اردو شاعری کا دیوان زیادہ بڑا نہیں ہے لیکن اس شاعری کی وجہ سے سب ان کو عظیم شاعر مانتے ہیں۔شروع میں غالب کی شاعری بہت مشکل تھی۔ بات کہنے کا انداز بھی سادہ نہیں تھااور زبان بھی آسان نہیں تھی۔

غالب عربی اور فارسی زبان کے ایسے الفاظ بھی اپنی شاعری میں استعمال کرتے تھے جو اردو بولنے والوں کے لیے عام نہیں تھے۔ ان اشعار میں نیاپن تو تھا لیکن ان کو سمجھنا بہت مشکل تھا اس لیے اس زمانے کے بہت سے شعراءان کی اس انداز کی شاعری کو پسند نہیں کرتے تھے اور وہ غالب کے مخالف تھے۔غالب نے سادہ اورآسان انداز میں غزلیں لکھنا شروع کیں تو ان کی اس شاعری کو لوگوں نے بہت پسند کیا۔غالب کی شاعری کے موضوع مختلف اور نئے تھے ان کی شاعری کا انداز بھی دوسرے شاعروں سے بالکل مختلف تھا اس لیے شروع میں لوگوں کو یہ شاعری بہت عجیب لگی لیکن آہستہ آہستہ لوگ اس شاعری کو پسند کرنے لگے اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ غالب کی عظمت بڑھتی گئی۔

غالب نے عشق، محبت اور حسن کے متعلق بہت خوبصورت شعر کہے ہیں لیکن انسان، خدا اور کائنات پر اور ان کے درمیان تعلق پر بھی غور کیااور ان خیالات کواپنی شاعری میں شامل کیا۔غالب نے تصوف کو بھی اپنی غزل میں پیش کیا ہےاس زمانے میں تصوف شاعری اور زندگی میں بہت اہم تھالیکن غالب کا انداز دوسرے شاعروں سے بالکل الگ اور مختلف ہے۔ غالب کی شاعری کا بہت اہم موضوع"انسان"ہے۔غالب انسان اور انسانیت کودنیا کی ہرچیز سے زیادہ اہم اور برتر سمجھتے ہیں۔غالب کی شاعری میں ایک بہت اہم دلچسپ انداز یہ ہے کہ وہ دنیا کی مختلف چیزوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور پڑھنے والا ان کے جواب سوچنے کے لیے ان چیزوں پرخود غور کرتا ہے۔

غالب کی شاعری میں وہ شعر بھی بہت اہم ہیں جن میں وہ "طنز" کرتے ہیں۔ غالب خود پر بھی طنز کرتے ہیں اور دنیا والوں پر بھی اور کبھی کبھی مذہب کی باتوں پر بھی طنز کرتے ہیں۔ لیکن ان کے طنز میں نفرت شامل نہیں ہوتی۔

غالب جیسی شاعری ان سے پہلے یا ان کے بعد اردو کا کوئی دوسرا شاعر نہیں کرسکا۔ غالب کا انداز بے مثال ہے۔ غالب نے فارسی زبان میں بھی بہت اعلیٰ درجے کی شاعری کی ہے

غالب کے چند اشعار

کوئی امید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے

آخر اس درد کی دوا کیا ہے

میں بھی منہ میں زباں رکھتا ہوں

کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا

اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل

جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا توپھرلہوکیا ہے

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے

دشت کو دیکھ کر گھریاد آیا

مزید مطالعے کے لیے کتابیں

دیوان غالب، مرتبہ علی خان عرشی، مجلس ترقی ادب، لاہور1992

تفہیم غالب، شمس الرحمان فاروقی، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی2006

یادگارغالب، الطاف حسین حالی، خزینہ علم وادب، لاہور 2002

محاسن کلام غالب، عبدالرحمان بجنوری، مثال پبلشرز، لاہور، 2009